فتوی نمبر:AB026

تاریخ:25نومبر2020

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز 1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان

Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ اس کے بارے میں دلائل موجود ہیں جبکہ بکر کہتا ہے کہ والدین وولی کی اجازت کے بغیر کیا جانے والا نکاح بھی منعقد ہے۔ان میں کس کا مؤقف درست ہے؟ سائل: محمد آفتاب ازہری، UK

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

زید و بکر دونوں کو اس مسئلہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔زید کا یہ کہنا کہ والدین کی اجازت کے بغیر نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں یہ درست نہیں اسی طرح بکر کا یہ کہنا کہ والدین کی اجازت کے بغیر ہر صورت میں نکاح ہو جاتا ہے یہ بھی درست نہیں۔احناف کے نزدیک درست مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت اپنے ولی و سرپرست کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جو شرعاً اس کا کُفوٗ بن سکتا ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن اگر عورت نے غیر کفوٗ سے نکاح کیا تو نکاح نہیں ہو گا۔

شرعاً غیر کفو کا معنی یہ ہے کہ لڑکا مذھب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کیساتھ لڑکی کا نکاح اس کے اولیاء(سرپرستوں) کیلئے واقعتاً باعث ننگ و عار(شرمندگی کا باعث)ہو۔اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

فرمان باری تعالیٰ ہے:"حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ"۔ترجمہ: یہاں تک کہ وہ(عورت) دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔

(پارہ2،سورۃ البقرۃ، آیت:230)

اس آیت کریمہ کے تحت ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں:"ھھنا۔۔۔اضافته الی امراۃ" ترجمہ: یہاں نکاح کرنے کی اضافت و نسبت عورت کی طرف ہے۔(کیونکہ "تنکح" واحد مؤنث کا صیغہ ہے) (تفسیرات احمدیہ، صفحہ131، مطبوعہ: کراچی)

اور اس سے اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں:"فی قوله تعالیٰ "تنکح" دلیل علیٰ ان النکاح ینعقد بعبارۃ النساء صرح به فی مدارک" ترجمہ: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "تنکح" (وہ عورت نکاح کرے) میں اس بات کی دلیل ہے کہ "نکاح" عورتوں کی عبارت سے بھی ہو جاتا ہے۔(یعنی عورت خود ولی کے بغیر ایجاب و قبول کرلے تو نکاح ہو جائے گا، تفسیر مدارک میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، صفحہ132، مطبوعہ: کراچی)

آیت کریمہ اوراس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اگر ہر صورت میں عورت کے نکاح کرنے سے نکاح نہ ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا کہ عورت نکاح کرے بلکہ یہ فرمایا جاتا کہ اس کا ولی نکاح کرے۔ جب اس آیت کریمہ اوراس کی تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے نہ کہ اس کے ولی کی طرف۔ لہذا اگر عورت بغیر اجازتِ ولی بذات خود کسی کفوٴ سے نکاح کرلیتی ہے تو وہ منعقد ہو جائے گا کیونکہ اگر وہ منعقد ہو تا ہی نہیں تو عورت کی طرف نکاح کی اضافت و نسبت کرنا درست نہیں رہے گا۔

صحیح مسلم وغیرہا میں صحیح سند کیساتھ ہے: **"قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الایم احق بنفسھا من ولیھا، رواہ الائمۃ مالک واحمد و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجۃ و غیرھم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما"** ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بالغ لڑکی اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے بارے میں فیصلہ کی زیادہ حقدار ہے، اس کو امام احمد، مالک، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیر ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح، جلد2، حدیث:1037، مطبوعہ: لاہور)

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، فصل فی الثیب، جلد1، حدیث:1421، مطبوعہ: لاہور)

جامع ترمذی میں سندِ حسن کیساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ قال: ایما امراۃ نکحت نفسھا بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل۔۔۔ اخرجہ الشافعی واحمد و ابو داؤد و حسنہ ابن ماجۃ و ابو عوانۃ و الطحاوی و الحاکم و ابن حبان"۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے، اس کا نکاح باطل شمار ہو گا، اس کا نکاح باطل شمار ہو گا، اس کا نکاح باطل شمار ہو گا۔

(جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب: لا نکاح الا بالولی، جلد1، صفحہ 336، حدیث:1065، مطبوعہ: لاہور)

آیت کریمہ، اس کی تفسیر اور صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ سے بظاہر جامع ترمذی کی حدیث متعارض (ٹکراتی) محسوس ہوتی ہے، اسی وجہ سے عموماً بعض لوگ ان میں ایک حدیث کو لیتے ہیں اور دوسری کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ فقہ حنفی کا یہ خاصہ ہے کہ ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ دونوں احادیث میں اس طرح مطابقت و موافقت پیدا کی جائے کہ دونوں پر عمل ہو سکے، اگر مطابقت کی کوئی صورت نہ رہے تو قوی دلیل پر عمل کیا جاتا ہے۔

اولاً: فقہاء احناف نے ان دونوں احادیث میں مطابقت قائم فرمائی ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنی حقدار ہے۔ لہذا اگر وہ بغیر اجازت ولی اپنا نکاح ایسے شخص سے کرتی ہے جو اس کا شرعاً کفوٴ ہو سکتا ہے تو اس کا اپنے حق کو استعمال کرنے کی بناء پر نکاح منعقد ہو جائے گا، جبکہ جامع ترمذی شریف کی حدیث پاک کا تقاضا یہ ہے کہ عورت بغیر ولی کی اجازت، غیر کفوٴ سے نکاح کرے تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ بلکہ باطل قرار پائے گا۔ اس طرح چونکہ دونوں احادیث پر عمل ممکن ہے لہذا احناف دونوں پر ہی عمل کرتے ہیں، کسی کو بھی ترک نہیں کرتے۔

ثانیاً: اگر کسی حدیث کو ترک کرنالازم ہو جائے تو ہم قوی حدیث پر عمل کریں گے اور چونکہ صحیح مسلم کی حدیث سنداً صحیح ہے جبکہ جامع ترمذی کی حدیث سنداً صحیح نہیں بلکہ حسن ہے اور اسی طرح کی دیگر احادیث یا حسن ہیں یا ضعیف، اس صورت میں بھی صحیح مسلم کی حدیث پر ہی عمل کرنالازم ہو گا جیسا کہ علماء احناف کا عمل ہے۔

چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **"ویترجح هذابقوة السندوالاتفاق علی صحته،بخلاف الحدیثین الاولین فانهماضعیفان اوحسنان،ویجمع بالتخصیص،اوبان النفی للکمال"** ترجمہ: اس (یعنی صحیح مسلم کی) حدیث کو سند کے قوی ہونے کے سبب ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس کے صحیح ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ بر خلاف پہلی دونوں (یعنی جامع ترمذی اور اسکے موافق) حدیثوں کے کہ وہ دونوں یا تو ضعیف ہیں یا حسن، یا ان احادیث میں تخصیص کر کے مطابقت پیدا کی جائے گی (تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے)، یا (جامع ترمذی کی حدیث کو) نفیِ کمال پر محمول کیا جائے گا۔ (ردالمحتار مع درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، جلد4، صفحہ155، مطبوعہ: لاہور)

اسی بناء پر علماء احناف نے فرمایا کہ کفوٴ سے نکاح ہو جائے گا جبکہ غیر کفوٴ سے نہیں ہو گا جیسا کہ

درمختار مع شامی میں ہے: **"نفذنکاح حرة مکلفة بلارضی ولی ویفتی فی غیرالکفوبعدم جوازه اصلاًوهوالمختارللفتوی لفسادالزمان"**۔ ترجمہ: عاقلہ بالغہ حرہ عورت کا اپنا نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر بھی جائز ہے، اور غیر کفو میں کیا تو بالکل ناجائز ہونے کا فتوی دیا جائے گا اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے فتوی دینے کیلئے یہی مختار قول ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الولی، جلد4، صفحہ155۔۔تا۔۔157، مطبوعہ: لاہور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"کفو کے یہ معنی کہ اس کی قوم یا مذہب یا اعمال یا پیشے میں بہ نسبت خاندانِ دختر (لڑکی کے خاندان) کے کوئی ایسا قصور (کمی) وعیب نہ ہو جس کے سبب اولیائے دختر (لڑکی کے سرپرستوں) کو عار (شرمندگی) لاحق ہو نہ ایسا محتاج ہو کہ اگر یہ دختر (لڑکی) بالفعل قابل جماع (صحبت کے قابل) ہے تو نفقہ (اخراجات) نہیں دے سکتا یا کسی قدر (حق) مَہر کُل یا بعض از روئے (کسی) شرط یا حسب رواج (کی وجہ سے) معجل (نقد دینا لازم) ہے تو فی الحال اس کے ادا (یعنی بیوی کو دینے) پر قادر نہیں۔

تنویر میں ہے: **"تعتبر (یعنی الکفاءۃ) نسباوحریةواسلاماودیانهومالاوحرفة"** ترجمہ: کفو ہونے میں نسب، حریت، اسلام، دیانت، مال اور حرفت کا اعتبار ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد11، کتاب النکاح، باب الولی، صفحہ523، رضافاؤنڈیشن: لاہور)

الجواب صحیح — **واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم**

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفی عنه الباري — **کتبہ: ابو حمزہ محمد آصف مدنی غفرلہ المولیٰ القدیر**

10ربیع الآخر1441ھ25نومبر2020